سید الطاف علی بریلوی

ایک شریف انسان

۱۱ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو ہمارے مخدوم و محترم جناب پروفیسر میاں محمد شریف صاحب کا بعمر ستر سال لاہور میں انتقال ہوگیا۔ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کو جانے کے وقت تک مرحوم ادارۂ ثقافت اسلامیہ (انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر) کے ڈائرکٹر رہے۔

اس اعزاز پر آپ چند سال قبل ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب کے انتقال کے بعد فائز ہوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ خلیفہ جیسے مشہور عالم و مفکر کا جانشین بننے کے لیے شریف صاحب کا انتخاب و تقرر بے وجہ نہیں ہوا تھا۔

شریف صاحب بھی ایک مانے ہوئے فلسفی اور عالم تھے۔ قیام پاکستان سے قبل شریف صاحب کی عمر کا بڑا حصہ دارالعلوم علی گڑھ میں گذرا۔ وہاں آپ کا شمار ممتاز ترین شخصیتوں میں سے تھا۔ ابتداءً فلسفہ کے پروفیسر بعد ازاں ڈاکٹر سید ظفرالحسن صاحب کے بجائے اس ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین، وی۔ ایم ہال کے پرووسٹ مسلم یونیورسٹی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر اور کئی مرتبہ قائم مقام پرو وائس چانسلر رہے۔

آپ کے علم و فضل اور اخلاق و محبت کا علی گڑھ میں ہر شخص معترف تھا اور آپ کی ذات گرامی کو ہمیشہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کے کردار کی یہ خصوصیت مسلمہ تھی کہ کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا، اور نہ کسی سے سخت زبانی اور ترشروئی سے پیش آئے۔

چہرہ پر متانت کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی دل آویز شگفتگی ہمیشہ کھیلتی رہتی تھی۔ پورا سراپا عہد قدیم کے ایک یونانی فلسفی کا سا تھا۔

فلسفہ کا مضمون جس کے وہ ماہر تھے کلاس روم کے باہر کبھی اس کا کوئی ذکر اذکار نہیں کرتے تھے جس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی رہتی تھی کہ شریف صاحب کو غالباً اپنے مضمون سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ان کو جو پوزیشن حاصل ہے وہ بخت واتفاق سے ان کو مل گئی ہے۔

جلسوں میں تقریر کرتے تو رک رک کر اور سوچ سوچ کر بولتے تھے جس سے ہم جیسے کم علم لوگ یہ خیال کرتے کہ شاید وہ بولنے پر قادر نہیں ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی چونکہ میں فلسفہ کا طالب علم نہیں تھا اس لیے میں بھی ان کے بارے میں سنی سنائی رائے رکھتا تھا تاآنکہ اپنی قائم کردہ مجلس مصنفین علی گڑھ کے ایک ماہانہ جلسہ منعقدہ ۱۳ر مارچ ۴۳ء موصوف کی کوٹھی گلفشاں میں زیر صدارت پروفیسر محمد شفیع صاحب (حال پرنسپل جامع کالج کراچی) میں نے موصوف کو ایک مقالہ پڑھنے کی دعوت دی۔

آپ کے مقالے کا عنوان "علم معیشت پر ایک فلسفیانہ تنقید" تھا جو آپ نے مجلس کی دو نشستوں میں باقساط پڑھا اور جس کے پڑھے جانے سے اندازہ ہوا کہ نہ صرف فلسفہ بلکہ علم معیشت پر بھی آپ کی بہت گہری نظر ہے۔ مزید تعجب اس پر ہوا کہ اردو زبان میں ادائے مطالب پر آپ کو پوری پوری قدرت حاصل ہے۔ یہ مقالہ بتیس فل اسکیپ صفحات پر مشتمل تھا۔ جسے میں نے اپنے سہ ماہی رسالہ "مصنف" علی گڑھ میں شائع کیا اور جس کو اب میں ایک زیر ترتیب کتاب کا جز بنا رہا ہوں۔ کتاب مذکور عنقریب آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کی جانب سے شائع کی جائے گی۔

پاکستان تشریف لاکر شریف صاحب پنجاب یونیورسٹی میں ڈین آف دی فیکلٹی آف آرٹس اور پاکستان فلاسفیکل کانگریس کے صدر رہے۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے سربراہ بننے کے بعد رسالہ "ثقافت" میں متعدد بلندپایہ مقالات لکھنے کے علاوہ آپ نے

ایک معرکۃ الآرا کتاب "ہسٹری آف مسلم فلاسفی"[۱] شائع کی۔ پہلی جلد سات سو اٹھاسی صفحات پر مشتمل ہے اور دوسری جلد جو اسی قدر ضخیم ہے زیر طبع ہے۔ یہ کتاب مغربی جرمنی میں اعلیٰ اہتمام کے ساتھ چھپی اور اس کی قیمت ایک سو پچاس روپے ہے جو اس کی گراں ارزی کی دلیل ہے۔ یہ کتاب خصوصیت سے پہلی صدی ہجری سے اس وقت تک کے اسلامی فلسفہ کی تاریخ ہے جدید اسلامی تحریکات اور رجحانات کا بھی اس میں سیر حاصل بیان ہے جو مختلف ممالک اسلامیہ میں پروان چڑھ رہی ہیں۔

اس کتاب میں دنیا کے مشہور چھپن محققین نے بھی اشتراک عمل کیا ہے۔ متعدد ابواب اور خصوصیت سے تمہیدی باب جو تاریخ کے بنیادی اصول کے بارے میں ہے خود شریف صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ میں خود تو واقف نہیں لیکن اہل نظر کا دعویٰ ہے کہ ابن خلدون کے بعد فلسفۂ تاریخ پر عہد جدید میں یہ پہلی کتاب ہے۔

اسی طرح "اسلامک اینڈ ایجوکیشنل اسٹڈیز"[۲]، "مسلم تھاٹ، اٹس اوریجن اینڈ اچیومنٹس"[۳]، "اقبال اینڈ ہز تھاٹ"[۴]، "اسٹڈیز ان استھیٹکس"[۵] انگریزی کی مقبول کتابیں ہیں۔ دو اور کتابیں "جمالیات کے تین نظریے" اور "مسلمانوں کے افکار" بھی معروف ہیں۔

شریف صاحب ایم۔ اے داکسن، تھے اور حصول تعلیم کے سلسلہ میں کافی عرصہ تک

---

[۱] History of Muslim Philosophy

[۲] Islamic and Educational Studies

[۳] Muslim Thought, its origin & achievements

[۴] Iqbal and his Thought

[۵] Studies in Aesthetics

ولایت میں رہے۔ چنانچہ آپ کی معاشرت انگریزی تھی اور آپ کی رہائش گاہ "گُل فشاں" علی گڑھ میں انگلستان کے لارڈوں جیسی تھی۔ آپ کے گھر کی محترم خواتین نے بھی اس وقت سے پردے کی قیود کو ترک کر دیا تھا جب کہ مسلمانوں کے خال خال گھرانوں میں ہی پردہ ترک ہوا تھا۔

علی گڑھ کی دنیا میں مسلم گرلس کالج کے بانی خان بہادر شیخ عبداللہ اور پروفیسر میاں محمد شریف ہی کے دو ایسے گھرانے تھے جنھوں نے تہذیب جدید کو اپنا کر دوسرے لوگوں کے لیے قابل تقلید بنایا۔

مشہور سیاسی رہنما میاں افتخارالدین مرحوم آپ کے قریبی عزیز اور خویش تھے۔ آپ کے دوسرے داماد خانوادۂ حضرت خواجہ میر دردؔ کے چشم و چراغ جناب خواجہ منظور حسین صاحب (حال سیکرٹری انٹر یونیورسٹی بورڈ) ہیں۔ تیسری صاحبزادی عزیزہ راقی مجھے یاد نہیں آتا کہ کن صاحب کو بیاہی گئی ہیں۔ غالباً آپ کے کوئی لڑکا نہیں تھا اور آپ اپنے دامادوں ہی کو اپنا فرزند سمجھتے تھے۔

بیگم شریف صاحبہ بفضلہٖ ضیا بخش حیات ہیں اور انھوں نے زندگی بھر شریف صاحب کی شرافت کے باعث بڑے چین و آرام کی زندگی بسر کی۔ ایک دیرینہ مداح کی حیثیت سے مجھے بیگم صاحبہ سے شریف صاحب کے حادثۂ ارتحال پر دلی ہمدردی ہے، اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی عزیز صاحبزادیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔